قرض خواہ کا انتقال ہو جائے تو قرض کے پیسوں کا کیا کیا جائے؟

مجیب: ابو الفیضان مولانا عرفان احمد عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3545

تاریخ اجراء: 04 شعبان المعظم 1446ھ / 03 فروری 2025ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

زید نے ایک لاکھ روپیہ کسی سے ادھار لیا تھا اور جس سے ادھار لیا تھا وہ بندہ فوت ہو گیا اور اس کے رشتہ داروں کو بھی یہ نہیں جانتا اور جس سے قرض لیا تھا اس کی اپنی اولاد بھی نہیں ہے، اب زید یہ چاہتا ہے کہ اس رقم کو مسجد یا قبرستان میں لگا دے یا کسی فلاحی کام میں خرچ کرے، تو کیا زید کا ایسا کرنا درست ہے؟ یا زید پر میت کے ورثا کو تلاش کر کے رقم ان کے حوالے کرنا لازم ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اولاً تو پوری کوشش کر کے ورثا کی معلومات لی جائے، انہیں تلاش کیا جائے، فی زمانہ کسی شخص کو تلاش کرنا زیادہ مشکل نہیں، بہت سے ذرائع اپنائے جا سکتے ہیں، مثلاً: بعض اوقات انسان نے اپنے پاس حساب کتاب لکھ کر رکھا ہوتا ہے، تو اس سے معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ کس کا کتنا قرض ادا کرنا ہے، اِسی طرح مرحوم کا عموماً لین دین کن لوگوں سے ہوتا تھا، اُن کے ذریعے معلومات لی جا سکتی ہے، الغرض حتی الامکان ورثا کو تلاش کر کے ان تک ہی پہنچایا جائے۔

پھر بعد میں اگر واقعی پوری کوشش کے باوجود ورثا کی معلومات نہیں ملتی اور آئندہ بھی ملنے کی امید نہ ہو، تو اب وہ رقم لقطہ کی طرح ہے، لہٰذا اسے قرض خواہ کی نیت سے کسی شرعی فقیر (یعنی مستحقِ زکوۃ مسلمان) کو دے دیں یا کسی اور نیک کام مثلاً مسجد، مدرسہ یا قبرستان وغیرہ کے لیے دے دیں، پھر اگر کبھی ورثا ملیں اور وہ صدقہ پر راضی نہ ہوں تو اپنے پاس سے ان کو اتنی رقم دی جائے۔

تتبع اور تلاش کے باوجود بھی قرض خواہ نہ ملے اور آئندہ ملنے کی امید بھی نہ ہو، تو اتنا مال اس کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے، جیسا کہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: "(علیه دیون و مظالم جهل اربابها وایس) من علیه

ذالک (من معرفتھم فعلیہ التصدق بقدرھا من مالہ وان استغرقت جمیع مالہ) ھذا مذھب اصحابنا لا نعلم بینھم خلافا کمن فی یدہ عروض لم یعلم مستحقیھا اعتبارًا للدیون بالاعیان (و) متی فعل ذلک (سقط عنہ المطالبۃ) من اصحاب الدیون (فی العقبی)" ترجمہ: کسی شخص پر قرض اور مظالم (ظلم سے جمع شدہ مال) ہیں، جن کے مالکوں کا پتہ نہیں اور وہ مقروض ان مالکوں کی معرفت سے ناامید ہو چکا ہے، تو اس پر اس قرضہ کے برابر اپنے مال سے صدقہ کرنا ضروری ہے، اگرچہ اس کا سارا مال اس میں ختم ہو جائے، ہمارے ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ ہمارے علم میں ان کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ جیسے کسی شخص کے پاس ایسا سامان ہو جس کے مستحقین معلوم نہیں، قرضوں کو عین چیزوں پر قیاس کرتے ہوئے اور جب اس نے ایسا کر دیا یعنی صدقہ کر دیا تو آخرت میں قرض خواہوں کی طرف سے اس پر سے مطالبہ ساقط ہو گیا۔ (تنویر الابصار والدر المختار، جلد 6، صفحہ 434، مطبوعہ: کوئٹہ)

دَینِ اُجرت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: "اسٹیشن پر جانے والی گاڑیاں اگر کوئی مانع قوی نہ ہو، تو ہر گاڑی کہ آمد و رفت پر ضرور آتی جاتی ہیں۔ اگر زید اسٹیشن پر تلاش کرتا، ملنا آسان تھا، اب بھی خود یا بذریعہ کسی متدین معتمد کے تلاش کرائے، اگر ملے، دے دیئے جائیں، ورنہ جب یاس و ناامیدی ہو جائے، اس کی طرف سے تصدق کر دے، اگر پھر کبھی وہ ملے اور اس تصدق پر راضی نہ ہو، اسے اپنے پاس سے دے۔ کما ھو شان اللقطۃ وسائر الضوائع۔ (جیسا کہ لقطہ اور دیگر گری پڑی اشیاء کا حال ہوتا ہے۔)" (فتاوی رضویہ، جلد 25، صفحہ 55، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے ایک فتوے میں چندہ دہندگان کے نہ ملنے کی صورت میں حکم ارشاد فرماتے ہیں: "ہاں جو اُن میں نہ رہا اور اُن کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہو سکتا کہ **کس کس سے لیا تھا، کیا کیا تھا، وہ مثل مالِ لقطہ ہے**، مصارفِ خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہل سنت و مطبع اہل سنت وغیرہ میں صَرف ہو سکتا ہے۔" (فتاوی رضویہ جلد 23، صفحہ 563، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہی حکم مقروض کے فوت ہونے کے بعد ورثا کے لیے بھی ہے، چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ / 1836ء) لکھتے ہیں: "وإن علم الوارث دين مورثه والدين غصب أو غيره فعليه أن يقضيه من التركة، وإن لم يقض فهو مؤاخذ به في الآخرة، **وإن لم يجد المديون ولا وارثه صاحب الدين ولا وارثه فتصدق المديون أو وارثه عن صاحب الدين برئ في الآخرة**" ترجمہ: اور اگر

وارث کو اپنے مورث کے قرض کا علم ہو، خواہ دین غصب کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، وارث پر لازم ہے کہ اس کو ترکہ سے ادا کرے اور اگر وہ ادا نہیں کرے گا، تو آخرت میں اِس کی پکڑ ہو گی **اور اگر مقروض یا اس کے وارث کو قرض خواہ یا قرض خواہ کے وارث کو علم نہ ہو، تو مقروض یا اس کا وارث، قرض خواہ کی طرف سے صدقہ کر دے، مورث آخرت میں اس سے بری ہو جائے گا۔**(ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب اللقطة، جلد6، صفحه434، مطبوعه کوئٹه)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net